حاملان قرآن

حضرت شیخ عبد القادر العمادی

بیانحضرتِ آیات کردگار ربیا

(از جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی (علیگ)

ابو محمد کنیت، عبد القادر نام، شیخ اکبر خطاب، خلیفۂ سنت، امام کتاب، واتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب، حضرت کے آیات وکرامات وفضائل تقوی وحقائق ومعارف عرف طیب سے بھی اعرف ہیں شیخ الاسلام امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ کی جناب سے خلافت کبری پر فائز تھے تکیۂ شریفہ سوگھر پور میں ایک درسگاہ قائم فرمائی تھی جس میں دو سو طلبہ مقیم رہتے، اور ایک خانقاہ بنوائی تھی کہ اس میں بھی دو سو آزادگان قلندر مشتغل بحق ہوتے حضرت ان سب کو وحی اور تنزیل کا درس دیتے اور طعام صبح وشام میں سب کے ساتھ شریک ہوتے، مواقیت خمسہ میں بغیر کسی طغرے کے مسجد جامع میں "ارکعو مع الراکعین" کا اہتمام والتزام فرماتے اب اس مدرسہ اور اس خانقاہ کی یادگار دل میں ہے، زمین میں بہل بوتا کہاں کہ دیر تک آسمان کا بوجھ اٹھائے رہے۔

مدارس ایات خلت عن تلاوۃ ومھبط وحی مقفر العرصات

گیارہ سو چالیس میں پیدا ہوئے اور سترھویں رمضان بارہ سو دو میں رفیق اعلی سے جا ملے کہ یہی قسطنطنیہ میں سلطان عبد الحمید خان اول اور شاہجہان آباد (دہلی) میں خواجہ میر درد کا سال وفات

بھی ہے۔ ترجمۂ طاہرہ مبسوطات سیرت میں مدون ہے یہاں صرف افاداتِ قرآن پر اقتصار ملحوظ ہے اور وہ بھی نہایت مجمل۔

فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ

بارش نہ ہو تو پھول شبنم ہی سے شگفتہ ہو جاتے ہیں۔

قضا و قدر | حلقۂ درس میں قلب جبار و متکبر کی بحث تھی اور آیہ کریمہ "کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار" سے ہر فریق استناد کرتا تھا۔ ایک فریق کہتا تھا:

کذالک یطبع اللہ یدل علی ان الکل من اللہ — اسی طرح اللہ طبیعت بنا دیتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

دوسرا فریق کہتا تھا:

کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار یدل علی ان ھذا الطبع انما حصل من اللہ لانہ کان فی نفسہ متکبراً جباراً — "اسی طرح اللہ ہر ایک متکبر اور جبار کے دل پر ٹھپہ لگا دیتا ہے (یعنی ویسی ہی طبیعت بنا دیتا ہے)" یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ کی جانب سے یہی طبیعت حاصل ہوئی ہے کیونکہ ایسا شخص فی نفسہ متکبر اور جبار تھا۔

بحث سے جب شرارے نکلنے لگے تو فریقین کو حضرت سے استفاضہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اسبابِ قضا | فرمایا۔

ان اللہ یخلق دواعی الکبر فی القلب فتصیر تلک الدواعی مانعۃ من حصول ما یدعوا الی الطاعۃ والانقیاد لامر اللہ — اللہ تعالیٰ دل میں تکبر کے اسباب و محرکات پیدا کر دیتا ہے، یہی محرکات ہیں جو اللہ کا حکم بجا لاتے اور اس کی اطاعت کرنے سے روکتے ہیں۔

فالآیۃ حجۃ لکل واحدٍ منکما من وجہٍ — اس بنا پر یہ آیت ایک طور پر تم دونوں فریقوں کے

وعلیٰ فریق واحد من وجہٍ آخر	یہ وجہ استدلال ہے، اور دوسرے طور پر ایک فریق کے مخالف ہے۔
وبخلق دواعی التکبر فی القلب یکون القول بالقضاء والقدر حقاً ویکون تعلیل الصد عن الذین یکون متجبراً متکبراً باقیاً۔	قلب میں اسباب ومحرکات تکبر کے پیدا کر دینے کے معنے یہ ہوئے کہ قضا وقدر کا عقیدہ برحق ہے جبار و متکبر ہونے کی بنا پر دین اسلام سے رکنے یا ہٹ جانے کی علت بھی اس صورت میں بدستور باقی رہتی ہے۔

کبر و جبروت | رہی یہ بات کہ متکبر اور جبار کسے کہتے ہیں ؟ مفسرین اس میں تھوڑی سی تفریق کرتے ہیں کہ متکبر تو وہ ہے جو قبول حق توحید سے تکبر کرے، اور جبار وہ ہے جو غیر حق میں جبار ہو۔

وکمال السعادۃ فی امرین	انسان کی سعادت اور نیک بختی کا کمال دو امروں میں ہے،
التعظیم لامر اللہ	اللہ کے حکم کی تعظیم۔
والشفقۃ علیٰ خلق اللہ	اور اللہ کی مخلوق پر شفقت۔
فالتکبر کالمضاد للتعظیم لامر اللہ و	اس بنا پر تکبر تو گویا اللہ کے حکم کی تعظیم کی ضد ہے۔ اور
الجبروت کالمضاد للشفقۃ علیٰ خلق اللہ	جبروت گویا اللہ کی مخلوق پر شفقت کی ضد ہے۔

صرح فرعون | عرض کی :-

اسی آیت کے بعد بنائے صرح کا تذکرہ ہے، اس سے کیا مراد ہے ؟

فرمایا :- بنائے صرح کی پوری آیت یوں ہے :-

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا	فرعون نے کہا :- اے ہامان میرے واسطے ایک اونچا محل بنواؤ، شاید میں راستے تک پہنچ سکوں، وہ راستے جو سماوات کے ہیں کہ اس پر چڑھ کے موسیٰ کے معبود کو جھانک

وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ -

دیکھوں میری اٹکل یہی ہے تو وہ جھوٹا ہے اسی طرح فرعون کو اس کے برے کام بھلے دکھائی دیے، اللہ کی راہ پر چلنے سے وہ روک دیا گیا اور فرعون کے داؤ پیچ ہلاکت اور زیاں ہی میں رہے۔

تحقیق بنائے صرح| مصر میں فرعون کے آثار آج بھی نمایاں ہیں اور سب کے سب اس کی عظمت سلطنت کی شہادت دیتے ہیں، کہنے کو تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا سے مطلع ہونے کے لیے فرعون جو بڑی اونچی عمارت بنوانا چاہتا تھا وہ یہی اہرام مصر ہیں کہ جیزہ کے علاقہ میں آج بھی سر اٹھائے ابر سے باتیں کر رہے ہیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ایک ایسی متمدن قوم اور ایسی متمدن سلطنت کا فرمان روا ایسا نادان تھا کہ کسی بلند عمارت پر چڑھ کر خدا کو دیکھ سکنے کا خیال رکھتا تھا؟

بنائے تحقیق| فكل عاقل يعلم بديهة عقله انه يتعذر في قدرة البشر وضع بناء يكون ارفع من الجبل العالى

ہر ایک عقلمند بدیہی طور پر اپنی عقل سے جانتا ہے کہ کسی ایسی عمارت کا بنانا جو اونچے پہاڑ سے بھی بلند ہو انسان کی قدرت و استطاعت سے متعذر ہے۔

ويعلم ايضا بديهة عقله انه لا يتفاوت في البصر حال السماء بين ان ينظر اليه من اسفل الجبال وبين ان ينظر اليه من اعلى الجبال

عقلمند آدمی اس حقیقت کا بھی بدیہی طور پر علم رکھتا ہے کہ چاہے پہاڑ کے نیچے سے دیکھے اور چاہے پہاڑ کے اوپر سے مشاہدہ کرے، جس طرح چاہے دیکھے آسمان کی حالت میں کچھ تفاوت نظر نہ آئے گا۔ اور دیکھنے میں کچھ ایسا فرق محسوس ہوگا

واذا كان هذان العلمان بديهيين امتنع ان يقصد العاقل وضع بناء يصعد منه الى السماء -

جب یہ دونوں باتیں بدیہی ہیں تو ناممکن ہے کہ کوئی عقلمند آدمی ایسی عمارت بنانا چاہے جس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ سکے۔

واذا كان فساد هذا معلوماً بالضرورة امتنع اسناده إلى فرعون	جب یہ کھلی ہوئی ناممکن بات ہے تو ایسے امر محال کو فرعون کی جانب منسوب کرنا قطعاً درست نہیں۔
فرعون کا مطلب کیا تھا لما عرف كل احد ان الطريق الى رؤية الله ممتنع كان الوصول الى معرفة وجود الله بطريق الحس ممتنعاً۔	جب ہر شخص نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی راہ رکی ہوئی ہے تو یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ حواس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو جاننے پہچاننے کے طریقے تک پہونچنا بھی ممکن نہیں۔
ونظيره قوله تعالى فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ۔	اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "اگر تجھ سے ہوسکے کہ تو زمین میں ایک سرنگ تلاش کرکے یا آسمان میں ایک سیڑھی لگا کے ان لوگوں کو کوئی معجزہ دکھائے"۔
وليس المراد ان محمداً صلى الله عليه وسلم طلب نفقاً في الارض أو وضع سلماً الى السماء۔	اس سے یہ مراد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں سرنگ یا آسمان تک سیڑھی لگانی چاہی تھی
بل المعنى انه لما عرف ان هذا المعنى ممتنع فقد عرف انه لا سبيل الى تحصيل ذلك المقصود	اس کے معنی یہ ہیں کہ جب یہ بات واضح ہوچکی کہ دیکھنے کے لئے سرنگ یا سیڑھی لگا کے اللہ تک پہنچنا محال ہے تو یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں
فكذا ههنا غرض فرعون من قوله "يا هامان ابن لي صرحاً"	فرعون کا ہامان سے یہ فرمائش کرنا کہ "میرے لیے ایک اونچی عمارت بناؤ" یہی مدعا اس کہنے سے بھی ہے۔
يعني أن الاطلاع على اله موسى لما كان لا سبيل اليه الا بهذا الطريق وكان هذا	فرعون کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰ کے معبود تک پہونچنے کی راہ یہی ہے کہ زمین پر سرنگ یا آسمان پر سیڑھی لگائیں،

الطریق ممتنعاً فحینئذٍ یظهر منه	اور ظاہر ہے کہ یہ طریقہ ممکن نہیں، تو اس سے یہ بھی
انه لا سبیل الی معرفة الاله الذی	ظاہر ہوتا ہے کہ اس معبود کو جاننے پہچاننے کی سبیل بھی
یثبته موسیٰ۔	ممکن نہیں جس کو موسیٰ ثابت کر رہے ہیں۔
فرعون کی دلیل بے بنیاد تھی — هذه الشبهة	باایں ہمہ یہ شبہہ فاسد ہے۔
فاسدة۔	
لأن طرق العلم ثلاثة	اس لیے کہ علم حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں۔
الحس	حس
والخبر	اور خبر
والنظر	اور نظر
ولا یلزم من طریقٍ واحدٍ وهو الحسّ	کسی ایک طریقے کے معدوم ہونے سے کہ یہاں اس سے حس
انتفاء المطلوب	مراد ہے، ضروری نہیں کہ اصل مطلب بھی معدوم ہو جائے
وذلك لأن موسیٰ علیه السلام کان	دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر واضح کر دیا
قد بین لفرعون ان الطریق فی معرفة	تھا کہ معرفت الٰہی اور خداشناسی کا طریقہ صرف استدلال
الله تعالیٰ انما هو الحجة والدلیل کما	ہے، اسی بنا پر کلام اللہ کے لفظوں میں حضرت موسیٰ نے
قال ربکم ورب آبائکم الاولین	کہا تھا کہ وہ معبود تم سب کا پروردگار ہے اور تمہارے
رب المشرقین ورب المغربین"	گذشتہ آبا و اجداد کا پروردگار بھی وہی ہے" وہی مشرق
و مغارب کا پروردگار بھی ہے۔	
الا أن فرعون لخبثه ومکره تغافل	اس قطعی استدلال کے ہوتے ہوئے بھی فرعون نے
عن ذلك الدلیل والقی الی الجهال الله	اپنی خباثت سے کام لیا اور اس دلیل سے چشم پوشی کر کے

لما كان لا طريق للاحساس بهذا الاله وجب نفيه

جاہلوں کے ذہن نشین کر دیا کہ جب اس معبود کے محسوس کرنیکا کوئی طریقہ ہی نہیں تو بجائے موجود ہونے کے اس کا معدوم ہونا لازم ہوا۔

ہامان | عرض کی: ہامان کی حقیقت کیا ہے جس کو فرعون نے بنانے صرح کا حکم دیا تھا۔

فرمایا:-

یہود کا اعتراض | زعموا ان هامان ما كان موجوداً البتة في زمان موسى و فرعون وانما جاء بعدهما بزمان مديد ودهر داهر فالقول بان هامان كان موجوداً في زمان فرعون خطأ في التاريخ.

یہود کا زعم ہے کہ موسیٰ اور فرعون کے زمانہ میں ہامان ہرگز موجود نہ تھا، بہت طویل مدت کے بعد اس کا زمانہ آیا، لہذا یہ کہنا تاریخی غلطی ہے کہ فرعون کے زمانے میں ہامان موجود تھا۔

مسلمانوں کا جواب | مفسرین اس کا جواب دیتے ہیں:

ان وجود شخص يسمى بهامان بعد زمان فرعون لا يمنع عن وجود شخص يسمى بهذا الاسم في زمانه.

فرعون کے زمانے کے بعد ہامان نام کے ایک شخص کا موجود ہونا اس بات کا مانع نہیں کہ اسی نام کا ایک دوسرا شخص فرعون کے زمانہ میں بھی رہا ہو۔

اعتراض مزید | مخالفین اس پر اعتراض کرتے ہیں:-

هذا الشخص المسمى بهامان الذي كان موجودا في زمان فرعون ما كان شخصاً خسيساً في حضرة فرعون بل كان كالوزير له

یہ شخص جس کا نام ہامان تھا اور جس کو فرعون کے زمانے کا بیان کیا جاتا ہے کوئی ادنیٰ آدمی نہ رہا ہوگا بلکہ فرعون کے دربار میں وزیر کی حیثیت رکھتا ہوگا ایسا شخص اپنی صفت

ومثل هذا الشخص لا يكون مجهول الوصف	اور اپنے حلیہ میں مجہول اور گمنام نہیں ہو سکتا اگر
والحلية فلو كان موجوداً لعرف حاله	اس کا وجود ہوتا تو اس کا حال بھی معروف اور نام
	بھی موجود ہوتا۔
وحيث اطبق الباحثون عن احوال	فرعون اور موسیٰ کے حالات کی جن لوگوں نے تحقیق
فرعون و موسیٰ ان الشخص المسمی هامان	کی ہے ان سب کا اتفاق ہے کہ ایک شخص جس کا نام
ما كان موجوداً في زمان فرعون وانما	ہامان بیان کیا جاتا ہے فرعون کے زمانہ میں موجود
جاء بعده بادوار علم انه غلط	نہ تھا بلکہ اس کے بہت بعد پیدا ہوا، اس بنا پر ماننا
وقع في التواريخ۔	پڑیگا کہ یہ ایک تاریخی غلطی ہے۔

نظائری تائید | اس طرز استدلال پر مخالفین نے بڑا زور لگایا ہے اور اس کی تائید و تقویت میں نظائر سے بھی ثبوت بہم پہنچایا ہے۔

قالوا ونظير هذا ان نعرف في دين	مخالفین نے اپنے دعوی کے ثبوت میں یہ نظیر پیش کی
الاسلام ان ابا حنيفة انما جاء بعد	ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام میں ابو حنیفہ رسول اللہ
محمد صلى الله عليه وسلم۔	صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئے تھے۔
فلو ان قائلاً ادعى ان ابا حنيفة كان	اب اگر کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
موجوداً في زمان محمد عليه الصلوٰة	علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک ابو حنیفہ موجود تھے
والسلام وزعم انه شخص اخر سوى	جو امام ابو حنیفہ کے علاوہ ایک دوسرے بزرگ گذرے
الاول وهو ايضا يسمى بابي حنيفة	ہیں اگرچہ نام ان کا بھی ابو حنیفہ ہی تھا، تو ایسے مدعی
فان اصحاب التواريخ يقطعون بخطئه	کے اس دعوی کو مورخین قطعاً غلط قرار دیں گے
فكذا ههنا	یہی صورت یہاں بھی ہے۔

اسلام کا آخری جواب | مفسرین کی جانب سے اس کا آخری جواب یہ ہے ۔

ان تواریخ موسیٰ وفرعون قد طال العھد بھا واضطربت الاحوال و الادوار فلم یبق علی کلام اھل التواریخ اعتماد فی ھذا الباب	موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے عہد کی تاریخیں بہت ہی مضطرب ومغشوش ہیں زمانہ اتنا گزر چکا ہے کہ اب اس باب میں ان مورخین کے کلام پر اعتماد باقی نہ رہا ۔
بخلاف حال رسولنا صلے اللہ علیہ وسلم مع ابی حنیفۃ فان ھذہ التواریخ قریبۃ غیر مضطربۃ بل ھی مضبوطۃ ۔	بخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے ہم زمانہ ہونے کی صورت جداگانہ ہے اس لیے کہ یہ تاریخیں قریب العہد ہیں مشکوک نہیں، بلکہ ضبط صحت کیساتھ مدون ہیں
فظھر الفرق بین البابین ۔	اس بنا پر ظاہر ہے کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فرق ہے

نئی تحقیق | فرمایا مفسرین برحق ہیں، مگر تتبع سے مجھے تو ایک اور ہی حقیقت نظر آتی ہے، حضرت عکرمہؓ کی حدیث میں ہے :—

کان علیؓ اعلم بالمھیمات	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "مُھیمات" کا یعنی ان باتوں کا جو قابل اہتمام ہوں اور اہمیت رکھتی ہوں، سب سے زیادہ علم تھا مُھیمات کو ایک دوسری روایت میں "مُھِمّات" بھی کہا گیا ہے۔ مگر اس کے معنی بھی یہی ہیں ۔ عرب کہتے تھے:۔
ھم لنفسك ۔	اپنے لیے اہتمام کرو ۔
ولا تھم لھولاء	ان لوگوں کے لیے اہتمام نہ کرو ۔

تمام ائمہ ادب نے اس محاورہ کے یہی معنی بیان کئے ہیں کہ " اطلب لنفسك و اھتم لھا و احتل "

یہ بھی محاورہ ہے :—

فلان لا یهتام لنفسہ فلان شخص اپنے لیے کوئی اہتمام نہیں کرتا یہاں بھی "لا یهتام" کے معنی "لا یحتال" مذکور ہیں، اخطل کا کلام بھی اسی کا مؤید ہے :-

فاهتم لنفسك یا جُمیعُ ولا تکن
یعنی قریبة والبطون تهیم

ان تمام الفاظ و محاورات کو ملحوظ رکھیے کہ سب کا مادہ وہی ہے جو ہامان کا ہے ۔

قول فیصل فرمایا :- اس بنا پر اگر ایسے شخص کو جو بڑے بڑے کاموں کے اہتمام و انتظام کا خاص ملکہ رکھتا ہو' ہامان کہتے ہوں' اور اسی اہتمام کرنے والے کو فرعون نے ہامان کے نام سے مخاطب کیا ہو تو اس میں کیا حرج ہے ؟ یہاں ہامان سے اس نام کا کوئی شخص مراد نہیں بلکہ اس لفظ کے معنی مراد ہوں گے' یعنی عمدہ اہتمام و انتظام کرنے والا ۔ واللہ اعلم ۔

مرأة المثنوی

مرتبہ

جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے رکن دارالترجمہ

مثنوی مولانا روم کا بہترین ایڈیشن جس میں مثنوی شریف کے منتشر مضامین کو ایک سلسلہ کے ساتھ اس طور پر مرتب کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا مولانا کے مدعا اور ان کی تعلیم کو بڑی آسانی سے سمجھتا چلا جاتا ہے کئی انڈکس اور فہرستیں بھی ہیں جن کی مدد سے آپ حسب منشا جو شعر چاہیں نکال سکتے ہیں۔ ایک بسیط فرہنگ بھی ملحق ہے غرض یہ کہ اس کتاب نے مثنوی شریف سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایسی سہولت مہیا کر دی ہے کہ ایک شخص بڑی آسانی سے کتاب کے مطالب پر عبور حاصل کر سکتا ہے

کاغذ کتابت طباعت بہترین جلد نہایت اعلیٰ قیمت سکہ انگریزی لعہ سکہ عثمانیہ

دفتر ترجمان القرآن سے طلب کیجیے